بحث ونظر

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی
مفتی ومدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت

زکوٰۃ وہ اہم عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے مالدار افراد کے ذمے مقرر کی ہے کہ وہ اپنے مال سے ڈھائی فیصد سالانہ کے حساب سے مال نکال کر غرباء اور مساکین میں تقسیم کریں، تاکہ غریب لوگ اس مال سے اپنی ضروریات پوری کر سکیں، اور اس کے علاوہ شہری نظم ونسق چل سکے۔ امام شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کی فرضیت میں بنیادی مصلحت یہ ہے کہ جہاں ضعفاء اور حاجتمند لوگ جمع ہوں ان کی ہمدردی اور اعانت کی جائے اور اگر ان کی اعانت اور ہمدردی کا یہ طریقہ اور سنت رائج نہ ہو تو وہ سب بھوک سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ شہروں کا نظام مال پر قائم ہوتا ہے۔ اور ان شہروں کی حفاظت کے ذمہ دار اور وہاں کے مدبرین و منتظمین اپنی ان مشغولیات اور ذمہ داریوں کی وجہ سے کوئی باقاعدہ ذریعہ معاش اختیار نہیں کر سکتے۔ ان کی معیشت کا انحصار بھی اسی پر ہوتا ہے۔ (بحوالہ ارکان اربعہ) چونکہ یہ سارے انتظامات صرف زکوٰۃ سے پورے نہیں ہو سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے علاوہ بھی صاحب ثروت افراد پر کچھ مزید حقوق صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کی شکل میں مقرر فرمائیں تاکہ قدرت کا یہ نظام چلتا رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں انسان کو آزاد نہیں چھوڑا بلکہ اس کے لئے کچھ حدود مقرر کئے اور اس کو پابند قرار دیا کہ صاحب ثروت ان اموال کو کن کن مصارف میں خرچ کرنا ہے؟

صدقات نافلہ میں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے امیر وغریب، خان ونواب، شاہ وگدا اور اپنے پرائے کی کوئی قید نہیں لگائی، بلکہ اس کو دینے والے کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ جہاں چاہے خرچ کرے، وہ اس باب میں خودمختار ہے کہ اگر وہ چاہے تو نفلی صدقہ، اپنے اصول وفروع اور رشتہ داروں میں خرچ کرے اور اگر چاہے تو دوسرے فقراء ومساکین اور حاجتمندوں میں صرف کرے۔ چونکہ نفلی صدقات کے خرچ کرنے پر کوئی پابندی نہیں اس لئے عام رجحان اور اکثریتی رائے کے مطابق دوسرے لوگوں کی طرح بنو ہاشم اور سادات کو بھی صدقات نافلہ دینا صحیح ہے۔ علامہ بدرالدین عینیؒ نے لکھا ہے کہ وأما الصدقة على وجه الصلة والتطوع فلا باس وجوّز بعض المالكية صدقة التطوع لهم وعن احمد روايتان وعند الشافعية فيها وجهان (عمدة القاري ۸۱/۹) نفلی صدقہ یا صلہ رحمی کی وجہ سے سادات کو صدقہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، بعض مالکیہ نے بھی ان کے لئے

مدقہ نفلی دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے' امام احمدؒ سے اس بارے میں دو روایات منقول ہیں۔ اور شافعیہ کے ہاں بھی دو ائے پائی جاتی ہیں' البتہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کیلئے مصارف کا تعین فرمایا گیا ہے' جن کی تعداد آٹھ ہے۔ چنانچہ ورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نما الصدقات للفقراء و المساکین و العاملین علیھا و المولفة قلوبھم و فی الرقاب الغارمین و فی سبیل اللہ و ابن السبیل فریضة من اللہ و اللہ علیم حکیم (الایة)

ترجمہ: بیشک صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں محتاجوں' کارکنوں کا حق ہے جو ان پر مقرر ہیں' نیز ان کی دلجوئی منظور ہے۔ گردنوں (کے چھڑانے) میں قرضداروں (کے قرضہ ادا کرنے) میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافر (کی امداد) میں یہ (سب) فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بڑے علم والا اور حکمت والا ہے۔

یعنی تمام تر زکوٰۃ اور صدقات واجبہ صرف ان مصارف کو دی جائے گی' ان کے علاوہ کسی مالدار یا اپنے اصول وفروع وغیرہ کو نہیں دیا جائے گا۔ اگر چہ ان مصارف میں سے بعض کو مصرف ہونے سے خارج کر دیا گیا ہے'

مؤلفہ کو زکوٰۃ:

جیسا کہ المولفة قلوبھم اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے اکثر کی رائے یہ ہے کہ پہلے ان کو صرف زکوٰۃ تالیف قلب کے لئے دیا جاتا تھا' اس لئے کہ اسلام اس وقت کمزور تھا اور اب چونکہ اسلام کا غلبہ ہو چکا ہے' اور اسلام پوری قوت اور طاقت کے ساتھ دنیا پر پھیل چکا ہے لہذا اب اس مصرف کی ضرورت نہیں رہی' اس لئے یہ لوگ مصرف زکوٰۃ سے خارج ہو گئے' اس کے علاوہ ان حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے اور انکے ہوتے ہوئے مذکورہ لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی۔ صحابہ کرام' حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس عمل پر خاموش رہے تو گویا اس پر صحابہ کا اجماع سکوتی واقع ہوا' اور بعض دوسرے فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ مؤلفة القلوب اب بھی مصرف زکوٰۃ ہے' ان کو زکوٰۃ دی جائے گی۔

اس سلسلہ میں قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کی رائے کچھ زیادہ دل کو لگنے والی ہے' آپؒ فرماتے ہیں کہ

''میری رائے یہ ہے کہ اگر اسلام کو غلبہ واقتدار حاصل ہو تو پھر تو ان کی ضرورت نہیں' لیکن اگر کسی وقت اس کی ضرورت محسوس ہو جائے تو ان کو اس طرح دینا چاہیے جس طرح آنحضرت ﷺ نے دی ہے' اس لئے کہ حدیث صحیح میں ہے بدء الاسلام غریباً و سیعود غریباً کما بدء (احکام القرآن ص ۳۸۵ بحوالہ ارکان اسلام ص ۱۵۴)

تو گویا زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کی فرضیت کا حکم اللہ تعالیٰ نے غربا محتاجوں اور مساکین کی بھلائی اور ان کی حاجت روائی کے لئے مالدار افراد کو دیا ہے۔ چونکہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کے مصارف اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائیں ہیں اس لئے بعض افراد کو غریب اور نادار ہونے کے باوجود زکوٰۃ کے مصرف ہونے سے ساقط کر دیا گیا ہے۔

مثلاً غیر مسلموں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگر چہ وہ فقیر محتاج اور ناتواں کیوں نہ ہوں۔اس طرح اپنے اصول و فروع کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگر چہ وہ غربت وافلاس کی زندگی بسر کر رہے ہوں' غلام اور شوہر اور اپنی بیوی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگر چہ ان کی زندگی مسکنت سے دوچار ہو' تو اسی طرح بنو ہاشم اور سادات بھی ظاہر الروایۃ کے مطابق زکوٰۃ کے مصرف ہونے سے خارج ہیں۔ان کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

چنانچہ صاحب ہدایۃ فرماتے ہیں ولایدفع الی بنی ھاشم (الھدایہ علی صدر البنایہ ۲۴۳/۴) اور بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔اس لئے کہ ان لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے قرب کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہے' یہ لوگ عزت واحترام کے مستحق ہیں' ان کو اوساخ الناس لینے دینے سے مستغنی گردانا چاہیے مگر بعد میں چونکہ حالات تبدیل ہو چکے' تو کیا اب بھی ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟ یہی ہمارا موضوع بحث ہے۔

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ:

سادات اور بنو ہاشم کے غریب و نادار اور حاجتمندوں کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ زمانہ قدیم سے مختلف فیھا چلا آرہا ہے۔اکثریت کی یہی رائے ہے کہ سادات اور بنو ہاشم کو کسی بھی صورت میں زکوٰۃ دینا اور ان کیلئے لینا جائز نہیں۔ علامہ ابن قدامہؒ نے تو اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے: فرماتے ہیں کہ لانعلم خلافاً فی ان بنی ھاشم لاتحل لھم الصدقۃ المفروضۃ (المغنی ۵۱۹/۲) کہ ہمیں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت میں کسی کے اختلاف کا کوئی علم نہیں

اور یہی بات علامہ بدرالدین عینیؒ نے الایضاح کے حوالے سے ذکر کیا ہے' لکھتے ہیں: وفی الایضاح الصدقات الواجبات کلھا علیھم لاتجوز باجماع الائمۃ الاربعۃ (البنایہ شرح الھدایہ ۲۰۳/۴) ایضاح میں ہے کہ تمام تر صدقات واجبہ بنو ہاشم کے لئے باتفاق ائمہ اربعہ حلال نہیں ہے۔

بنو ہاشم کون ہیں؟:

لیکن اصل مسئلہ کے بیان سے قبل اس بات کی وضاحت زیادہ ضروری ہے کہ بنو ہاشم کون ہیں؟ کیا بنو ہاشم کی تمام شاخوں پر صدقات واجبات حرام ہیں' یا بعض شاخوں پر؟ تو اس بات کی وضاحت کے لئے عرض ہے کہ بنو ہاشم سے ہاشمی خاندان کی تمام شاخیں مراد نہیں بلکہ حرمت کے اس حکم میں حنفیہ کثر اللہ سوادھم کے ہاں صرف پانچ شاخیں داخل ہیں اور بقیہ شاخوں کے لئے صدقات واجبہ حلال ہیں' علامہ ابن ھبیرہؒ الافصاح میں فرماتے ہیں:

اتفقوا علی ان الصدقۃ المفروضۃ حرام علی بنی ھاشم وھم خمس بطون آل عباس' آل علی' آل جعفر' آل عقیل و آل الحارث بن عبدالمطلب (فتح الملھم ۹۹/۳) علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقہ مفروضہ بنو ہاشم کی جن جن شاخوں پر حرام ہے وہ پانچ ہیں:

(۱) آل عباس (۲) آل علی (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث بن عبدالمطلب۔

علامہ ابن عابدینؒ نے اس تعین کو اور بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ عبد مناف آنحضرت ﷺ کے چوتھے درجہ میں ابِّ اعلیٰ ہیں ان کے چار بیٹے تھے ہاشم، مطلب، نوفل، عبد شمس اور پھر ہاشم کے بھی چار بیٹے تھے جن میں آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب بھی تھے، ہاشم کے تین بیٹوں کی نسل منقطع ہوگئی تھی، سوائے عبدالمطلب کے، کہ انکے بارہ بیٹے تھے اور ان میں سے ہر ایک کی اولاد کو اگر مسلم اور فقیر ہو زکوٰۃ دینی جائز ہے، سوائے حضرت عباس، علی، جعفر، عقیل، اور حارث بن عبدالمطلب رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی اولاد کے' (بحوالہ فتح الملھم ۹۹/۳) تو اس سے معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں بنو ہاشم سے تمام شاخیں مراد نہیں بلکہ مذکورہ بعض شاخوں پر زکوٰۃ حرام ہے۔

<u>عبدالمطلب کی دوسری اولاد پر زکوٰۃ:</u>

گویا امام ابوحنیفہ کے ہاں عبدالمطلب کی دوسری اولاد کے لئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ جائز ہے۔ اگر چہ وہ بنوہاشم کی نسبت میں داخل ہیں۔ اس لئے علامہ ابن الھمامؒ فرماتے ہیں: فخرج ابولھب بذالک حتی یجوز الدفع الی بنیہ لان حرمۃ الصدقۃ لبنی ھاشم کرامۃ من اللہ تعالیٰ لھم ولذریتھم حیث نصروہ علیہ الصلوۃ والسلام فی جاھلیتھم واسلامھم وابولھب کان حریصاً علی اذی النبی فلم یستحقھا بنوہ (فتح القدیر ۲۱۲/۳)

اس تصریح سے ابولھب حرمت زکوۃ کی فہرست سے خارج ہوا اس لئے اسکی اولاد کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے۔ بنوہاشم کے لئے صدقہ واجبہ کی حرمت اللہ کی طرف سے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے اکرام و اعزاز کی وجہ سے ہے اس لئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں آنحضرت ﷺ کی مدد کی تھی اور آپ ﷺ کے لئے تکالیف برداشت کیں، مگر ابولھب آپ ﷺ کو ایذا رسانی کے درپے رہا، اس لئے اس کی اولاد اس اعزاز کی مستحق نہیں ٹھہری۔

ہاں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک عبدالمطلب کی تمام اولاد کے لئے بھی زکوٰۃ منع ہے۔ اگر چہ وہ ابولھب کی اولاد ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہی بات امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں راجح ہے۔

صاحب کشاف القناع لکھتے ہیں: فدخل فیھم آل عباس ابن عبدالمطلب وال جعفر وال عقیل وآل علی بنی ابی طالب بن عبدالمطلب وآلحارث بن عبدالمطلب وآل ابی لھب (کشاف القناع ۳۲۹/۲)

آل عباسؓ بن عبدالمطلب، آل جعفرؓ، آل عقیلؓ آل علیؓ جو حضرت ابوطالب کے بیٹے ہیں اسی طرح حارث بن عبدالمطلب کے آل، اور اسی طرح ابولھب کی اولاد میں بھی ان میں داخل ہیں۔

حنفیہ کے مذہب پر اعتراض:

حواشی سعیدیہ میں حنفی رائے پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ احادیث مبارکہ میں بنو ہاشم پر زکوٰۃ کی حرمت مذکور ہے' اور ابولہب کی اولاد بھی بنو ہاشم میں داخل ہے اس لئے کہ ان کا سلسلہ نسب بھی ہاشم کے ساتھ جا ملتا ہے۔ مگر امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ابولہب کی اولاد کو صدقہ دینا جائز ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ اس اعتراض کے جواب میں علامہ عمرو بن نجیمؒ فرماتے ہیں:

اقول قال في النافع بعد ذكر بني هاشم الامن ابطل النص قرابته يعني به قوله عليه الصلوة والسلام لاقرابة بيني وبين ابي لهب فانه آثر علينا الا فجرين وهذا صريح في انقطاع نسبته' عن هاشم. (النهر الفائق ۱/۴۶۶)

میں کہتا ہوں کہ النافع میں بنی ہاشم کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ ابولہب کی قرابت کو نص سے ختم کیا گیا ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور ابولہب کے مابین کوئی قرابت نہیں انہوں نے ہم پر گناہوں کو ترجیح دی ہے اور یہ ابولہب کا ہاشمی نسب سے انقطاع پر صریح دلیل ہے۔

سادات پر زکوٰۃ کی حرمت کی وجہ:

سادات کے لئے زکوۃ کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان هذه الصدقات انما هي اوساخ الناس وانها لاتحل لمحمد ولا لآل محمد (رواه مسلم' مشكوٰة المصابيح باب من لاتحل له الصدقة الفصل الاول ۱/۵۰۷) کہ صدقات لوگوں کے اموال کا میل کچیل ہے اس لئے یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں اور اس کے عوض رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مال غنیمت کے خمس میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا جو ان کو ملتا رہا لان النبي ﷺ قال يا بني هاشم ان الله تعالىٰ حرم عليكم غسالة الناس واوساخهم وعوضكم منها بخمس الخمس (حاشيه الكوكب الدري ۱/۲۴۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنی ہاشم بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر لوگوں کا میل کچیل حرام کیا ہے اور اس کے عوض تمہیں خمس کا پانچواں حصہ دیا ہے۔

تاکہ یہ لوگ عزت' عظمت و اہمیت کی ممتاز زندگی بسر کریں۔ اور مخلوق کے احتیاج سے بچتے رہیں' مگر جب رسول اللہ ﷺ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور اس کے بعد بنو ہاشم کو خمس کا پانچواں حصہ ملنا بند (منقطع ہو گیا) تو بعض فقہاء کرام نے بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کا فتویٰ دے دیا۔ بلکہ بعض ائمہ اربعہ سے بھی عدم خمس الخمس کی وجہ سے سادات کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ دینے کے جواز کی اراء منقول ہوئیں۔ مگر اس تفصیل کو سمجھنے کے لئے ائمہ اربعہ اور ان کے مذاہب کے دوسرے علماء و فقہا اور ماہرین کے نقطہ نظر کو سمجھنا اور اس پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

سادات کو زکوٰۃ کے بارے میں زیدیہ کا مذہب:

لہذا سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ و دیگر صدقات واجبہ کے مسئلہ کے بارے میں جملہ مذاہب میں سب سے زیادہ سخت مذہب زیدیہ کا مذہب ہے ان کے ہاں ہاشمین کے لئے مردار کھانا تو جائز ہے مگر زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں۔ واشد المذاهب في ذالک هو مذهب الزيدية الذين لم يجوّزو الزكوٰة من الهاشمي لمثله على المعتمد عندهم. وجعلوا أكل الميتة للهاشمي مقدما على اخذ الذكوة. قالوا فان كان تناول الميتة يضره أخذ من الزكوٰة على سبيل الاستقراض ويرد ذالک متى أمكنه (فقہ الزکوۃ ۲/۷۳۱)

کہ جملہ مذاہب میں سب سے زیادہ سخت مذہب زیدیہ کا ہے' ان کے ہاں معتمد قول کے مطابق ہاشمی کیلئے اپنے ہم جنس ہاشمی سے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں' انکے ہاں ہاشمی کیلئے مردار کھانا زکوٰۃ لینے پر مقدم ہے' انکا کہنا ہے کہ اگر کسی ہاشمی کو مردار کھانا باعث تکلیف ہو تو وہ زکوٰۃ قرض کے طور پر لے گا اور جب ممکن ہو قرضہ مذکورہ کو واپس کر دے گا۔

البتہ مذاہب اربعہ میں اس بارے میں مختلف اقوال ونقطہ نظر متعلقہ مذاہب کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

مالکیہ اور سادات کو زکوٰۃ دینا:

لہذا مذاہب اربعہ میں مالکیہ کے ہاں اس بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ حافظین جلیلین (علامہ عینیؒ اور علامہ ابن حجرؒ) نے لکھا ہے کہ للمالكية في اعطائهم اربعة أقوال الجواز' المنع' ثالثها يعطون من التطوع دون الواجب رابعها عكسه (عمدۃ القاری ۹/۸۱' فتح الباری ۳/۲۷۶) کہ مالکیہ کے ہاں بنو ہاشم کو صدقہ دینے کے بارے میں چار اقوال ہیں' (۱) مطلقاً جواز (۲) مطلقاً منع (۳) نفلی صدقات کا جواز واجبات کا عدم جواز (۴) اور اس تیسری رائے کے برعکس اگرچہ انکا مشہور قول یہ ہے کہ ان کے ہاں صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ دونوں ہی بنو ہاشم کے لئے جائز نہیں (الجامع لاحکام القرآن)

مگر بعض مالکیہ نے خمس الخمس باقی نہ رہنے کی وجہ سے بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ ونفلیہ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے' علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ وقال الابهري المالكي يحل لهم فرضها ونفلها (عمدۃ القاری ۹/۸۱) کہ علامہ ابہری مالکیؒ فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم کے لئے فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقہ دونوں حلال ہیں۔ بلکہ علامہ صاویؒ نے امام مالکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں۔ وعند مالک الذى تحرم عليهم الزكوة بنو هاشم فقط وهذا ان كان حقهم من بيت المال جاريا ولانهم اولى من غيرهم فأعطاء هم اسهل من خدمة الذمي والفاجر (تفسیر صاوی ۲/۱۰۰) کہ امام مالک کے ہاں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ اس وقت تک حرام ہے' جب تک ان کو بیت المال سے ان کا حق ملتا ہو ورنہ ان کو زکوٰۃ دینا دیگر افراد کو زکوٰۃ دینے سے

اولیٰ ہے اس لئے کہ وہ لوگ اس وجہ سے کسی غیر مسلم اور فاسق وفاجر انسان کی خدمت سے بچ سکتے ہیں۔
اور علامہ یوسف قرضاوی نے حاشیہ الصاوی وفتح العلی المالک کے حوالہ سے لکھا ہے۔

قال بعض المالكية: محل عدم اعطاء بني هاشم اذاأعطوا مايستحقونه من بيت المال فان لم يعطوه وأضر بهم الفقرأعطوا منهاواعطاءهم أفضل من اعطاء غيرهم (فقہ الزکوۃ ۲/۷۳۲)

بعض مالکیہ کا کہنا ہے کہ بنو ہاشم کو عدم جواز زکوٰۃ کی صورت اس وقت تک ہے جب تک ان کو اپنا حق بیت المال سے ملتا ہو اور اگر نہیں ملتا ہو اور انکے لئے مد مخصوص کا نہ ملنا ضرر رساں ہو تو ان کو زکوٰۃ دینا دوسروں کو زکوٰۃ دینے سے افضل ہے، اور یہی بات علامہ دسوقی مالکیؒ نے فرمائی ہے: ڈاکٹر وھبہ زحیلی لکھتے ہیں:

كماقال الدسوقي المالكي حينئذا فضل من اعطاء غيرهم (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/۸۸۴)
کہ اس وقت بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا دوسروں کو زکوٰۃ دینے سے زیادہ افضل ہے، گویا انکے ہاں عدم خمس الخمس کی صورت میں سادات کو زکوٰۃ کا دینا دیگر غرباء ومساکین کو زکوٰۃ دینے سے افضل ہے اگرچہ بعض مالکیہ کے ہاں یہ جواز اس وقت ہے جب ان پر ایسی حالت آجائے جس میں ان کو مردار کھانا مباح ہو گیا ہو، یعنی جس طرح مردار کی حرمت باقی رہتے ہوئے حالت اضطرار میں ضرورت کے تحت اس کا کھانا مباح ہو جاتا ہے، تو اس طرح سادات وبنو ہاشم کو زکوٰۃ بھی اس کا اپنا حکم حرمت باقی رہتے ہوئے حالت اضطرار اور مجبوری میں دینا جائز ہے، چنانچہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی صاحب لکھتے ہیں:

وقيد بعضهم جواز هذا الاعطاء بحال الضرورة وهي الحال التي يباح لهم فيها أكل الميتة ومعنى هذا التعبير ان ا التحريم باق وانما جاز للضرورة كسائر المحرمات (فقہ الزکوۃ ۲/۷۳۲) کہ بعض مالکیہ نے اس جواز کو اسی حالت کے ساتھ مقید کیا ہے، جس حالت میں ان کے لئے مردار کا کھانا حلال ہو گیا ہو انکی اس تعبیر کا مطلب یہ ہے کہ تحریم کا حکم تو باقی رہے گا، اگرچہ ضرورت کی وجہ سے زکوٰۃ لینا جائز ہے، جیسا کہ تمام محرمات کا حکم ہے۔

سادات کو زکوٰۃ اور شوافع:

شوافع کے ہاں بھی اس بارے میں دو قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں، مشہور اور معروف قول یہ ہے کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں البتہ بعض شوافع کا کہنا ہے کہ جب سادات اور بنی ہاشم کے لئے خمس الخمس جو ان کا مد مخصوص ہے، باقی نہ رہے تو اس مجبوری کے تحت ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ (فتح الباری ۳/۲۷۶)

اور اس پر امام فخر الدین رازیؒ نے فتویٰ دیا ہے امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے ومنها (اى من المسائل التي افتى العلماء على خلاف المذهب) دفع الزكوٰة الى

الاشراف العلويين افتى فخر الدين الرازى من الشافعية بجوازه فى هذه الازمنه حين منعوا اسهمهم من بيت المال وضرّ بهم الفقر (عقد الجید ۵۰) جن مسائل میں علماء نے خلاف مذہب فتوی دیا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ سیدوں کو زکوٰۃ دینی جائز ہے کہ شوافع میں امام فخر الدین رازیؒ نے فتوی دیا ہے کہ جب ان کو خمس بیت المال سے نہیں ملتا ہو اور وہ فقیر ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

اور اسی طرح امام ابوسعید الاصطخری الشافعی فرماتے ہیں 'قال الاصطخریؒ ان منعوا الخمس جاز صرف الزكوة اليهم. (عمدۃ القاری ۸۱/۹) اگر ان کو خمس الخمس سے منع کیا گیا تو ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ اور علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی امام الاصطخری سے یہی قول نقل کیا ہے کہ موجودہ حالات میں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینے کی اجازت ہے (فتاویٰ شیخ الاسلام ۴۵۶/۴) اور اسی پر امام غزالیؒ کے شاگرد محمد بن یحییٰ الشافعیؒ بھی فتویٰ دیا کرتے تھے

وذكر النووى عن الرافعى ان محمد بن يحيىٰ صاحب الغزالى كان يفتى بهذا (فقہ الزکوٰۃ ۳۲۵/۲) امام نوری نے علامہ رافعی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام غزالیؒ کے شاگرد (محمد بن یحییٰ) بھی اسی پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور علامہ تقی الدینؒ فرماتے ہیں 'قال الشيخ تقى الدين ايضاً ويجوز لبنى هاشم الاخذ من الهاشمين (کشاف القناع ۳۴۰/۲) شیخ تقی الدین نے بھی فرمایا ہے کہ ہاشمی کے لئے ہاشمیوں سے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ گویا شوافع کے ہاں بھی بعض فقہاء کے اقوال کے مطابق سادات اور بنو ہاشم کو خمس الخمس نہ ملنے کی صورت میں زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

حنابلہ اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ:

فقہاء حنبلیہ بھی اس بارے میں دو طرح کی رائے رکھتے ہیں اگر چہ انکے ہاں بھی عموماً یہی فتویٰ ہے کہ سادات اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ جائز نہیں مگر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ نے مخصوص نہ ہونے کی وجہ سے سادات کو زکوٰۃ لینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے' فرماتے ہیں۔ بنو هاشم اذا منعوا من خمس الخمس جاز لهم الاخذ من الزكاة وهو قول القاضى يعقوب وغيرهم من اصحابنا وقاله ابويوسف والاصطخرى من الشافعية لانه محل حاجة و ضرورة (فتاویٰ شیخ الاسلام ۴۵۶/۴) اگر بنو ہاشم کو خمس الخمس سے منع کیا جائے تو پھر ان کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یہ قاضی یعقوب اور بعض دوسرے حنابلہ کی رائے ہے اور اسی پر امام قاضی ابو یوسف حنفی اور علامہ اصطخری شافعی نے اپنی رائے دی ہے' اسلئے کہ یہ حاجت اور ضرورت کا مقام ہے۔

اور یہی قول علامہ منصور بن یونس بن ادریس البھوتی الحنبلیؒ لکھتے ہیں (واختار الشيخ وجمع) منهم القاضى يعقوب وغيره من اصحابنا وقاله أبويوسف والاصطخرى من

الشافعية (جواز أخذهم ان منعوا الخمس) لانه محل حاجة وضرورة (کشاف القناع ۲/۲۴۰) کہ شیخ اور ایک جماعت جن میں قاضی یعقوب اور بعض اپنے مذہب کے دوسرے ائمہ، اور ابو یوسف اور الاصطخری شافعی شامل ہیں نے بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کے جواز کو اختیار کیا ہے بشرطیکہ ان کو خمس الخمس نہ ملتا ہو اس لئے کہ یہ ضرورت اور حاجت کا مقام ہے۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم الجوزی الحنبلیؒ بھی اسی کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں: قلت وقد ذهب بعض الفقهاء إلى انهم يجوزون لهم الاخذ من الزكوة مطلقاً اذا منعوا احقهم من الخمس وافتى به بعض الشافعية (بدائع الفوائد ۳/۱۳۵)

میں کہتا ہوں کہ بعض فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کو خمس الخمس نہ ملتا ہو اور اسی پر بعض شوافع نے بھی فتویٰ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے بعض فقہاء کرام بھی ضرورت کے تحت خمس الخمس نہ ملنے کی صورت میں سادات کو زکوٰۃ دینے کے جواز کے قائل ہیں۔

بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور مذہب حنفی:

مذاہب ثلاثہ کی طرح علماء احناف سے بھی اس بارے میں مختلف قسم کی روایات منقول ہیں:

(۱) ایک رائے یہ ہے جو اکثریت رائے اور ظاہر الروایۃ ہے کہ بنو ہاشم اور سادات کے لئے مطلقاً زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ لینا جائز نہیں، اگر ان کو باوجود علم کے زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ اور دوسرے اصحاب متون، فتاویٰ اور شراح نے راجح قرار دے کر اس کو مفتی بہ کہا ہے۔

علامہ مرغینانیؒ فرماتے ہیں: ولايدفع الى بني هاشم لقوله عليه السلام يا بني هاشم ان الله تعالىٰ حرم عليكم غسالة الناس واوساخهم وعوضكم منها بخمس الخمس بخلاف التطوع (الهدایۃ علی صدر البنایۃ ۴/۲۰۳) کہ زکوٰۃ کا مال بنو ہاشم کو نہیں دیا جائے گا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے بنو ہاشم بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر لوگوں کے میل کچیل حرام قرار دیا ہے، اور اس کے عوض تمہیں خمس الخمس دیا ہے اور علامہ عینیؒ نے الایضاح کے حوالہ سے لکھا ہے وفي الايضاح الصدقات الواجبات كلها عليهم لاتجوز باجماع الائمة الاربعة (البنایۃ شرح الہدایۃ ۴/۲۰۳)

اور ایضاح میں ہے کہ بنو ہاشم کے لئے تمام تر صدقات واجبہ باجماع ائمہ اربعہ ناجائز ہیں، اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے وفي شرح القدوري الصدقة الواجبة كالزكوٰة والعشر والنذور والكفارات لاتجوز لهم (عمدۃ القاری ۹/۸۱) قدوری کی شرح میں لکھا ہے کہ "صدقہ واجبہ جیسے زکوٰۃ، عشر، نذر اور کفارات یہ سب بنو ہاشم کے لئے جائز نہیں۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ کہ اس زمانے میں جب خمس الخمس جو ان کو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں زکوٰۃ کے عوض ملا کرتا تھا ختم ہو چکا ہے اس لئے اب ان کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے' یہ روایت امام ابوعصمہؒ نے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے نقل کی ہے۔

وعن الامام انه' یجوز لبنی هاشم فی زمانه لان لهم فی عوضها خمس الخمس ولم یصل الیهم (مجمع الانہر ۲۲۳/۱) کہ اب اس زمانہ میں بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے' اس لئے کہ ان کو زکوٰۃ کے عوض خمس الخمس مقرر رہوا تھا وہ ان کو اب نہیں ملتا۔

اور علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ وروی ابوعصمة عن ابی حنیفة انه یجوز دفع الزکوة الی الهاشمی و انما کان لایجوز فی ذالک الوقت لسقوط خمس الخمس (البنایہ شرح الہدایہ ۲۰۳/۴)

امام ابوعصمہؒ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں' کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے' اس لئے کہ خمس الخمس اس وقت ساقط ہو چکا ہے۔

اور امام ابوجعفر طحاویؒ نے بھی امام ابوحنیفہؒ سے یہی نقل کیا ہے علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں:

وفی شرح الاثار وعن ابی حنیفة لاباس بالصدقات کلها علی بنی هاشم شرح الاثار میں امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ بنو ہاشم کو تمام تر صدقات دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اسطرح امام طحاویؒ نے امام ابویوسفؒ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔

حدثنی سلیمان بن شعیب عن ابیه عن محمد عن ابی یوسف عن ابی حنیفة فی ذالک مثل قول ابی یوسف (شرح معانی الاثار ۳۳۳/۱)

مجھے سلیمان بن شعیب نے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام محمد سے انہوں نے امام ابو یوسف انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام محمد سے انہوں نے امام ابویوسف سے انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے امام ابویوسفؒ کی طرح جواز کا قول نقل کیا ہے۔

اور آپؒ (امام طحاویؒ) نے امالی کے حوالہ سے بھی امام ابویوسف سے یہی رائے نقل کی ہے۔ (شرح معانی الاثار ۳۳۳/۱) اور اسی کو امام ابوطحاوی نے ترجیح دے کر اختیار کیا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: وفی شرح الاثار عن ابی حنیفةؒ لاباس بالصدقات کلها علی بنی هاشم والحرمة للعوض وهو خمس الخمس فلما سقط ذالک بموته علیه الصلاة و السلام حلت لهم الصدقة قال الطحاوی وبه ناخذ (النبایة شرح الهدایة ۲۰۳/٤) وهکذا فی الکفایة شرح الهدایة۔

شرح آثار میں امام حنیفہؒ سے مروی ہے کہ آپ کے ہاں تمام تر صدقات بنو ہاشم کے لئے جائز ہے اور حرمت کا

حکم خمس الخمس کی وجہ سے تھا مگر جب وہ آنحضرت ﷺ کی وفات سے ساقط ہوا تو ان کے صدقات جائز ہوئے امام طحاوی فرماتے ہیں اور اسی کو ہم لیتے ہیں۔

اور یہی قول علامہ عمر بن نجیم نے النہر الفائق ۱/۴۲۸ اور صاحب تفسیر روح البیان نے تفسیر روح البیان ۳/۳۴۸ میں ذکر کیا ہے۔

دکتور یوسف قرضاوی نے امام محمدؒ سے بھی کتاب الاثار کے حوالہ سے اسی قول کی ترجیح نقل کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ وفی الاثار للمحمد وعن الامام روائتان قال محمد: وبالجواز ناخذ لان الحرمة مخصوصة بزمانه عليه الصلوة والسلام (فقہ الزکوٰۃ ۲/۷۴۳) اور کتاب الاثار میں ہے کہ امام صاحبؒ سے اس بارے میں روایات ہیں۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم جواز کو لیتے ہیں اس لئے کہ حرمت آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھی۔

اور یہی بات صاحب مجمع الانہر نے بھی لکھی ہے۔ وفی الاثار وعن الامام روايتان وبالجواز ناخذ لان الحرمة مخصوصة بزمانه ﷺ (مجمع الانہر ۱/۲۲۱)

اور الاثار میں ہے کہ امام صاحبؒ سے اس بارے میں دو روایات ہیں اور جواز کو ہم لیتے ہیں اس لئے کہ حرمت آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔

اور صاحب النتف فی الفتاوی نے بھی امام صاحب سے بدون اختلاف یہی قول نقل کیا ہے آپؒ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب نتف کے ہاں یہ رائے راجح ہے اس لئے کہ آپؒ نے بغیر کلام کئے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے، فرماتے ہیں۔ والخامس الى بني هاشم في قول ابي يوسف و محمد وابي عبدالله ويجوز في قول ابي حنيفةؒ (النتف فی الفتاویٰ ص۱۲۹) پانچویں نوع وہ جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں بنی ہاشم ہے امام ابو یوسف، امام محمد اور امام ابو عبداللہ کے ہاں یہی رائے ہے البتہ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

اور اسی کو صاحب نور الھدیٰ نے بھی ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں، والحرمة لبني هاشم في عهد النبي للعوض وهو خمس الخمس فلما سقط ذالک بموته هل لهم الصدقه فانهم اذالم يصل اليهم واحد منهما هلكوا جوعا فيجوز الدفع اليهم دفعا للضرر اعنهم كذافي تحقيق الهداية وهكذا في النهاية (فتاویٰ نور الھدیٰ ۷۲)

بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عوض کی وجہ سے تھی جو ان کو خمس الخمس کی صورت میں ملتا تھا، لیکن جب وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کیساتھ ساقط ہوا تو اسلئے اب ضرورت کی وجہ سے ان کو صدقہ

واجب دینا جائز ہے۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی انکے حاجتمند افراد کو نہ مل جائے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

(۳) تیسری رائے یہ ہے کہ ہاشمی ہاشمی سے تو زکوٰۃ لے سکتا ہے مگر دوسروں سے نہیں لے سکتا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے وروی ابن سماعة عن ابی یوسفؒ انه قال لاباس بصدقة بنی هاشم بعضهم علی بعض ولا اری الصدقة علیهم ولا علی موالیهم من غیرهم (البنایۃ شرح الھدایۃ ۲۰۳/۴)

علامہ ابن سماعۃ امام ابو یوسفؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہاشمی کا دوسرے بعض ہاشمیوں سے صدقہ لینا جائز ہے البتہ غیر ہاشمی سے ہاشمی اور ان کے موالی کے لئے صدقہ لینے کو جائز نہیں سمجھتا اور یہی قول علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی نقل کیا ہے وحکی فیه ایضاً عن ابی یوسفؒ انها تحل من بعضهم لبعضهم لا من غیرهم (فتح الملھم ۹۹/۳) کہ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ بے شک ہاشمیوں کا ایک دوسرے سے زکوٰۃ لینا جائز ہے البتہ غیر سے نہیں۔

اور امام ابن ہمامؒ نے بھی لکھا ہے، وعن ابی یوسف انه یجوز ان یدفع بعض بنی هاشم الی بعض زکاتهم، (فتح القدیر ۲۴/۲)

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مالدار ہاشمیوں کا اپنے غریب ہاشمیوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

امام ابو حنیفہؒ سے بھی اس قسم کی ایک روایت منقول ہے۔ چنانچہ صاحب مجمع الانھر فرماتے ہیں کہ روی ان الهاشمی یجوزله دفع زکاته الی الهاشمی مثله (مجمع الانھر ۳۳۱/۱) امام سے روایت ہے کہ ان کے ہاں ہاشمی اپنے ہم مثل ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

اور شرح الیاس میں ہے کہ والهاشمی یجوزله ان یدفع الزکوة الی الهاشمی مثله عند ابی حنیفةؒ۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے۔

اگرچہ صاحب ینابیع نے امام ابو یوسفؒ سے روایت بالا کے خلاف نقل کیا ہے۔ وفی الینابیع یجوز للهاشمی ان یدفع زکاته للهاشمی عند ابی حنیفةؒ ولا یجوز عند ابی یوسف (عمدۃ القاری ۸۱/۹) ینابیع میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے مگر قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں۔

(۴) چوتھی رائے یہ ہے کہ بنی ہاشم کے لئے صدقہ واجبہ صدقہ نفلی صدقہ اور وقف سب ناجائز ہے اور اسی کو علامہ رشید احمد گنگوہیؒ نے ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں قال الزیلعی علی الکنز لافرق بین الصدقة الواجبة والتطوع وکذا الوقف لایحل لهم (الکواکب الدری ۲۴۱/۱)

علامہ زیلعی فرماتے ہیں کہ صدقہ نفلیہ اور واجبہ میں کوئی فرق نہیں اسی طرح ان کے لئے وقف بھی جائز نہیں علامہ گنگوہیؒ فرماتے ہیں والصدقة تعم الفرض والنفل فان صدقة التطوع وان لم یساوالفرض فی الوسخ فلا تخلوا عن الوسخ فمافی الهدایة من تخصیص الکراهة بالفرض غیر سدید (الکواکب الدری ۱/۲۴۱) کہ صدقہ عام ہے جو فرض اور نفل سب کے لئے عام ہے، اگر نفل فرض کے ساتھ وسخ (میل) میں برابر نہیں مگر میل سے بالکل خالی بھی تو نہیں، اس لئے صاحب ہدایہ کا کراہت کو صرف فرض کے ساتھ مخصوص کرنا صحیح نہیں۔

تنبیہ:

مگر حضرت گنگوہیؒ کی ترجیح اور علامہ زیلعیؒ کا قول قابل غور ہے اس لئے کہ نفلی صدقہ کی اجازت اجماعاً ہے۔ چنانچہ اس ترجیح پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ زکریاؒ نے لکھا ہے: قلت ولم یتفرد صاحب الهدایة بذلک بل نقل ابن عابدین عن البحر عن عدة کتب ان النفل جائز لهم اجماعاً (حاشیہ الکواکب الدری ۱/۲۴۱) میں کہتا ہوں کہ اس میں صاحب ھدایہ اکیلے نہیں بلکہ علامہ ابن عابدینؒ نے بحر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نفلی صدقہ ان کے لئے اجماعاً جائز ہے۔

(۵)　پانچویں رائے یہ بھی ہے کہ بنو ہاشم صرف صدقہ نفلیہ اور اوقاف دینا جائز ہے، باقی نہیں جیسا کہ علامہ سرخسیؒ نے لکھا ہے، وفی المبسوط یجوز دفع صدقة التطوع والاوقاف الی بنی هاشم (البنایة شرح الهدایة ۴/۲۰۳) مبسوط میں ہے کہ بنو ہاشم کو صرف صدقہ نفلی اور اوقاف دینا جائز ہے۔

اگر چہ بعض فقہاء احناف نے اوقاف کی حلت میں اس قید کا اضافہ کیا ہے کہ بنو ہاشم کے لئے صرف وہ اوقاف حلال ہیں۔ جو بنو ہاشم کے نام سے پہلے سے موسوم کئے گئے ہوں ورنہ مطلقاً وقف بھی ان کے لئے جائز نہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظاہر الروایۃ کے مطابق تو بنو ہاشم اور سادات کو زکوٰۃ یا دیگر صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔ مگر نادر الروایۃ کے مطابق آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب خمس الخمس جو ان کو زکوٰۃ و دیگر صدقات واجبہ کے عوض ملتا تھا منقطع ہوا۔ تو اب بھی اگر ان کو زکوٰۃ یا دیگر صدقات سے بھی محروم رکھا جائے اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ لوگ نفلی صدقات تو درکنار کہ فرض زکوٰۃ کی ادائیگی میں لیت ولعل سے کام لیتے ہیں اور اس سے بچنے کے لئے سو بہانے تلاش کرتے ہیں، اگر ان کو صدقات واجبہ دینے کی اجازت نہ دی جائے تو لازماً خاندان رسول اللہ کے غریب لوگ، مالدار اور صاحب ثروت افراد کے سامنے دست سوال پھیلائیں گے جو انتہائی ذلت و رسوائی کا کام ہے، حالانکہ بنو ہاشم اور سادات باعزت لوگ ہیں، اور مسلمانوں پر ان کی عزت کرنا، ان کا مذہبی فریضہ ہے، زکوٰۃ کی وصولی، سوال اور گداگری کے سامنے ذلت نہیں اس لئے موجودہ حالات کے پیش نظر سادات کو زکوٰۃ دینا ہی چاہیے۔ اگر چہ یہ رائے ظاہر الروایۃ

کے خلاف ہے مگر ضرورت و حاجت کے تحت غیر ظاہر الروایۃ کو بھی ترجیح دی جاسکتی ہے۔ فقہ حنفی میں بہت سارے ایسے مسائل موجود ہیں جن کو ظاہر الروایۃ کے مقابل میں متاخرین فقہاء کرام نے ضرورت و حاجت کے تحت ترجیح دی ہے حالانکہ ان مسائل کی ذاتی حیثیت نادر الروایۃ کی ہو یا وہ متاخرین فقہاء کرام کے فتاویٰ۔

غیر ظاہر الروایۃ مسائل:

مثلاً شفعہ میں طلب اشہاد کے بعد طلب خصومت میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ شفعہ صحیح ہے۔ شفیع کا حق اس تاخیر سے ساقط نہیں ہوتا، جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک طلب خصوصیت میں بلا عذر شرعی ایک مہینہ تاخیر کرنا حق شفعہ کو باطل کر دیتا ہے۔ اس مسئلہ میں اگر چہ امام محمدؒ، امام زفرؒ کا قول غیر ظاہر الروایۃ ہے، مگر متاخرین فقہاء کرام نے لتغیر احوال الناس کی وجہ سے امام محمدؒ کے قول پر فتوی دیا ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں۔ الفتویٰ الیوم علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الاراویة ظهران افتاهم بخلاف ظاهر الرویاة لتغیر الزمان فلا یرجخ ظاهر الروایة علیه (ردالمختار ۶/۲۲۶)

اسی طرح ظاہر الروایۃ کے مطابق عورت کا ظاہر کف ستر کے حکم میں داخل ہے لیکن ضرورت کی وجہ سے علامہ قاضی خان نے لکھا ہے کہ وہ ستر کے حکم میں نہیں علامہ شامیؒ نے شرح منیہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔ فکان هوالاصح وان کان غیر ظاہر الروایۃ (ردالمختار ۱/۳۰۶) یہ زیادہ صحیح ہے اگر چہ یہ روایت غیر ظاہر الروایۃ ہے۔ بلکہ ضرورت کے وقت ضعیف روایت کو بھی مفتی بہ بنایا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن نجیمؒ کے البحر الرائق نے باب الحیض میں حیض کے الدان الدعاء کے متعلق مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ وفی المعراج عن فخر الائمة لوافتی مفت بشئی من هذا الاقوال فی مواضع الضرورة طلبا لتیسیر کان حسنا (البحر الرائق ۲/۳۳۵)

کہ المعراج میں فخر الائمہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی مفتی ان اقوال میں ضرورت کے وقت کسی قول پر تیسیر (آسانی) کے لئے فتوی دے تو یہ اچھا ہے۔ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ نے بھی اپنے رسالہ میں اس کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہاں ملاحظہ ہو (جواہر الفقہ: ۱/۱۶۲)

اور یہی اصول مفتی محمد سلیمان منصور پوری نے بھی لکھے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک ضعیف قول پر عمل کی ممانعت ایسے وقت میں ہے جبکہ ہوائے نفس کی بنیاد پر ضعیف کو اختیار کیا جارہا ہو اس کے برخلاف اگر واقعی ضرورت متقاضی ہو تو حنفیہ بھی ضعیف قول پر عمل کرنے سے منع نہیں کرتے (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول۔ ص۔ ۲۱۸) (جاری ہے)